نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا حافظ محمد اشرف صاحب
صدر شعبۂ عربی اسلامیہ کالج، پشاور

نبوت سراسر رحمت ہے، ہر نبی رحمت بن کر آیا۔ چنانچہ آیت وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ (البقرہ ١٠٥) (اور اللہ تعالیٰ خاص کرتا ہے اپنی رحمت (یعنی نبوّت) سے جس کو چاہتا ہے۔) کا یہی مفاد ہے۔ لیکن وہ ذاتِ پاک جسے اللہ تعالیٰ نے "رحمۃ للعالمین" کے نام سے نوازا، وہ صرف ہمارے آقا و مولا حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔

قولِ خداوندی ہے۔

آپ کی رحمت زمان و مکان کی وسعتوں پر چھائی ہوئی اور ازل و ابد پر محیط ہے۔ آپ کا ہر قول و فعل، ہر ارادہ و عمل، ہر حرکت و سکون، ہر تکلم و سکوت، ہر نظریہ و فکر غرض زندگی کا ہر جزو و کل رحمت ہی رحمت ہے۔ نہ صرف آپ کی ذات بابرکات ہی سراپا رحمت ہے، بلکہ آپ کا دیا ہوا صحیفۂ الٰہی، آپ کا پہنچایا ہوا دین، آپ کی لائی ہوئی عبادات، آپ کی شریعت اور اس کا ایک ایک حکم، آپ کا پیش کردہ طرزِ ماندو بود، و نظام ہائے معیشت و معاشیات، اقتصاد و سیاسیات، عدل و معاشرت، اور انسان کے جملہ طبقات اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے بارے میں ہدایات سب نری رحمت ہی ہیں۔ صحیفۂ اسلام کے بارے میں قرآن خود گویا ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ (اسراء۔ ایت ٨٢) اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں۔ (بیان القرآن)

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ۔ (النحل ایت ٨٩) اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام (دین کی) باتوں کا بیان کرنے والا ہے، اور (خاص مسلمانوں) کے واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور خوشخبری سنانے والا ہے۔ (بیان القرآن)

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پیام میں سب سے پہلی بات جس کی طرف دعوت دی جاتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ

کی ذات وصفات ہوتی ہیں۔ اس لئے تصورِ الٰہی اور صفات خداوندی، مذہبی نقطۂ نظر سے نہایت ہی اہمیّت کی حامل ہوتی ہیں۔ مصرِ قدیم نے خدا کی ذات کو نو کروڑ خداؤں میں تقسیم کر دیا۔ ہندوؤں نے خدا کی صفات کو لاکھوں دیوتاؤں میں بانٹ دیا، یونانِ قدیم مختلف پہاڑوں پر اپنے مختلف دیوتاؤں اور خداؤں کی جلوہ سامانیاں دیکھتا رہا۔ بدھ کی تعلیمات خدا کے ذکر سے ساکت ہیں، زردشت کو آگ میں "یزدان" کا جلوہ دکھائی دیا۔ اور سلبی صفات "اہرمن" کے حوالے کر دی گئیں۔ یہودی صحیفے اور موجودہ تورات عموماً اللہ تعالیٰ کی صفات کے تذکرہ سے خالی ہیں۔ یہود کے ہاں اللہ کا خصوصی نام "یہواہ" اور عام نام "الوھیم" کا ہے۔ لیکن صفات میں اگر کسی صفت کا ذکر ہوتا ہے تو وہ جلال کا مظہر "فرعون والا خداوند" ہے۔ موجودہ عیسائیت خدائی صفات کو "آقانیم ثلاثہ" کے فلسفۂ اور عقدۂ لاینحل میں گم کر بیٹھی۔ خدا کو "باپ" کا نام دیکر مادی صفات سے تنزیہ خداوندی کو آلودہ کر دیا گیا

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہاڑی کا وعظ بیشک محبت وپیار کا پیام ہے۔ لیکن اس وعظ کو اگر عیسیٰ علیہ السلام ہی کے قول پر پرکھا جائے کہ "جیسے درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ انسان عمل سے پہچانا جاتا ہے۔" عیسائیوں کا عمل ثابت کرتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی وہ تعلیم کوہ زیتون کی فضاؤں میں ہی تحلیل ہو کر رہ گئی۔]

اب آئیے اس پیغمبر (روحی فداہ) صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آخری وصیت اور تورات کے آخری کلمات اور پیشنگوئی کے مطابق کوہ فاران پہ دس ہزار قدوسیوں[۱] کے ساتھ آیا، اور جس کے منہ میں خداوند نے اپنا کلام ڈالا اور جو کچھ خدا نے اس سے کہا، وہ سب اس نے لوگوں سے کہا[۲]۔ اور وہ رسول جس

---

[۱] عہد نامہ قدیم استثناء ۳۳۔ ۱، ۲، ۳ میں ہے۔ یہ وہ برکت ہے جو موسیٰ مردِ خدا نے اپنے مرنے سے پہلے بنی اسرائیل کو بخشی اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا۔ اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا، اور فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا دس ہزار مقدسوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ان کے لئے تھی۔ ہاں وہ اپنے لوگوں سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدس ہمراہی تیرے ہاتھ میں ہیں۔ اور وہ تیرے قدموں کے پاس بیٹھے ہیں۔ اور تیری باتوں کو مانیں گے۔" قرآنِ کریم کی اس آیت میں اس پیشنگوئی کا تذکرہ ہے۔ (محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم...... ذلک مثلھم فی التوراۃ۔)

[۲] میں ان کیلئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اس سے کہوں گا وہ سب ان سے کہے گا۔ استثناء ۱۸۔ ۱۹

کا وعدہ عیسیٰ علیہ السلام کرگئے تھے ۔ کہ وہ سچائی کی روح آئے گی، اور وہ تمہیں ساری سچائی کی بات بتائے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی، لیکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہے گی" (انجیل یوحنا۔ باب ۱۶-۷)

وہ بشارت عیسوی کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد وثنا کرنے والا" احمدؐ" (فارقلیط) آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمانیت ورحیمی، ربوبیت وکریمی، ستاری وغفاری کے نغموں کے ساتھ آیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی جود وسخا، بخشش وعطا، غفران ونعما سے عالم پرشور تھا۔ اس کا پیام سراپا محبت وشفقت اور رحمت تھا۔ آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وستائش، تنزیہہ وتقدیس، جمال ونوال، جلال وکمال وصفات وشئون کی رنگارنگی اور بے چونی وبے چگونی کی تعلیمات سے معرفت ربانی وعرفان الٰہی کے تو بر تو پردوں کو یکسر چاک کر دیا۔ اور باری تعالیٰ کی صفات عالیہ اپنی پوری جلوہ سامانیوں وجمال آرائیوں اور حسن وکمال کی تابانیوں، اور محبت ولطف، عطاء وبخشش کی ارزانیوں کے ساتھ مخلوق سے روشناس کرا دیا۔ جس کا عشر عشیر تو کیا اقل قلیل بھی دوسرے مذاہب وادیان کی تاریخ میں نہیں ملتا۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات کی جو پردہ کشائی فرمائی۔ اور مستورِ ازل کی جو رونمائی فرمائی۔ اس میں خالق کائنات کی ذات عالی کسی ظالم وجابر حاکم ومالک کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتی بلکہ حسن وجمال، جود ونوال، لطف وعطا وعفو ودرگذر، رحم وکرم کا سراپا، اپنی عزت واجلال، کبریائی وکمال کے ہالہ میں پرتو فگن ہے، جس کا مقصد ہی نوازش وبخشش ہے۔ اور جو پیہم پکار رہا ہے ؎

من نہ کردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگان جودے کنم

چنانچہ گو اللہ کیلئے جملہ اچھے نام وصفات ہیں، لیکن علم کے طور پر جو نام اسلام نے چنے وہ اللہ یا اس کے بعد رحمٰن کا نام ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے ؛

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ	آپ فرما دیجئے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکارو گے، پس اسی کے واسطے بہت اچھے نام ہیں۔
(اسرائیل۔۱۲۔ آیت ۱۱۰)	

اللہ کا معنی، عربی لغت کے لحاظ سے دلوں کے اس محبوب اور پیارے کے ہیں جو تلوب کو مدہ سے اور جسکی محبت میں لوگ حیران وسرگرداں ہوں۔ گویا " اسلام کا خدا " نرا محبت ہی محبت اور پیار ہی پیار ہے۔ قرآن کریم میں اللہ کا لفظ، ۲۶۹ مقامات پر آیا ہے، گویا رحمت وپیار کے اس جامع ومانع لفظ سے قرآن کا صفحہ صفحہ روشن ہے۔ "الرحمٰن" دوسرا اسم علم ہے جو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں ۱۱۴ بار، ویسے ۵۵ بار قرآن کی زینت بنا ہے۔ "الرحمٰن" کا معنی نہایت مہر ورحمت اور رحم کرنے والے کے ہیں۔ اس سے ملتا جلتا دوسرا

نام "الرحیم" ہے۔ جس کا معنی بار بار اور بہت ہی رحم کرنے والے کے ہیں۔ "تسمیہ" کے علاوہ یہ نام قرآن میں ۹۳ بار آیا ہے۔ خیال رہے کہ محققین کے نزدیک "رحمٰن، رحیم" دونوں رحمت سے مشتق ہیں۔ اور رحمت اس جذبہ و نرمی کو کہتے ہیں جس سے کسی دوسری ہستی کے ساتھ محبت و شفقت لطف و احسان اور فضل و کرم کرنے کا داعیہ غالب آجائے۔ مشہور عالم و بزرگ ابن مبارک کا قول ہے۔ رحمٰن وہ ذات ہے کہ جب اس سے مانگا جائے، تو عطا فرمائے اور رحیم وہ ذات ہے کہ اس سے نہ مانگا جائے تو غضب میں آئے۔

چوتھا نام جس سے صحیفۂ الٰہیہ سورۂ فاتحہ سے لیکر سورۂ الناس تک منور ہے، "الرّب" ہے۔ جو مختلف اضافتوں کے ساتھ قرآن کریم میں ۹۰۲ بار آیا ہے۔ "الرّب" پرورش کرنے والی وہ ذات ہے جو عدم سے وجود میں لاکر ہستی کے جملہ مراحل اور ابدالاباد تک موجودات کے وجود و پرورش و ترقی کی ذمہ دار ہو۔ عیسائیت "رب" کو "اب" جیسا مادی نام دیکر فخر کرتی ہے۔ لیکن "اب" (باپ) کا تعلق اولاد سے ایک حادثہ کا نتیجہ ہے۔ "باپ" پیدائش و پرورش کے تمام مراحل میں مجبور و معذور ہے، لیکن "رب" کا تعلق پلنے والے کے ساتھ عدم و عالم ارواح سے لیکر پیدائش اور موت اور ابدالاباد تک محیط ہے۔ اور وہ اس پرورش پر مجبور نہیں بلکہ اپنے لطف و رحمت اور شانِ ربوبیت کی وجہ سے پالتا ہے۔ یہ تعلق ہمہ گیر ازلی و ابدی ہے۔

"النبی الرحمۃ" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیفۂ آسمانی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رحمت، و شفقت، محبت و احسان سے بھرپور ناموں سے منور ہے۔ تفصیل کا موقع نہیں۔ ورنہ بتایا جاتا کہ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی جن صفات، کو کھولا وہ اکثر رحمت و محبت، شفقت و کرم ہی سے عبارت ہیں۔ اور جہاں "تدبیر انتظام" اور "جلال و کمال" کی حکمت کی وجہ سے سزا اور وعید کا تذکرہ آیا ہے۔ وہ بھی رأفت و رحمت کے لبادہ میں لپٹا ہوا ہے۔ یہاں یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن کریم رحمت و عطا و بخشش وغیرہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام لیتا ہے۔ لیکن "عذاب" و انتقام کیلئے اکثر اضافت کے ساتھ اپنی طرف نسبت کرتا ہے مثلاً

اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (الاعراف۔ آیت ۱۶۷)	بلاشبہ آپ کا رب واقعی (جب چاہے) جلدی ہی سزا دیتا ہے اور بلاشبہ وہ غفور (بڑی مغفرت والا) اور رحیم (بڑی رحمت والا ہے۔)
اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (الانعام۔ آیت ۱۶۵)	بالیقین آپ کا رب جلد سزا دینے والا (بھی) ہے۔ اور بالیقین وہ واقعی (غفور) بڑی مغفرت کرنے والا (رحیم) مہربانی کرنے والا (بھی) ہے۔
اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ	تم یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے

وَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

(المائدہ۔ آیت ۹۸)

والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ (غفور) بڑے مغفرت والے اور (رحیم) بڑی رحمت والے بھی ہیں۔

نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ
وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ۔

(الحجر ۴۹-۵۰)

(اے محمد) آپ میرے بندوں کو اطلاع دے دیجئے کہ میں بڑا مغفرت (غفور) اور رحمت والا (رحیم) بھی ہوں۔ اور (نیز) یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے۔

وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ۔

(آل عمران۔ المائدہ ۹۵)

اور اللہ تعالیٰ عزیز یعنی زبردست ہیں۔ انتقام لے سکتے ہیں۔

غرض "النبی الرحمۃ" صلی اللہ علیہ وسلم۔ کا پروردگار رحمت ہی رحمت ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بارے میں بار بار آتا ہے۔

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ۔

(الانعام۔ ۵۴)

تمہارے رب نے رحمت فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے۔

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ۔

(الانعام۔ آیت۔ ۱۳۴)

اور آپ کا رب بالکل غنی ہے، رحمت والا ہے۔

فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ط

(الانعام۔ ۱۴۷)

تو آپ فرما دیجئے کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے۔

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ط

(الکہف۔ آیت ۵۸)

اور آپ کا رب بڑا مغفرت کرنے والا (اور) بڑا رحمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت ہر چیز سے وسیع ہے، ارشاد ربانی ہے۔

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ۔

(الاعراف۔ ایت ۱۵۶)

اور میری رحمت تمام اشیاء کو محیط ہو رہی ہے۔

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا۔

(المومن۔ ایت۔ ۷)

اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت (عامہ) اور علم ہر چیز کو شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فیضان کو کوئی روک نہیں سکتا۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا
مُمْسِكَ لَهَا۔ (فاطر۔ ۲)

اللہ تعالیٰ جو رحمت لوگوں کیلئے کھول دے، سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا گمراہی اور کفر ہے۔

قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۔ (الحجر۔ ۵۶)

ابراہیم نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے بجز گمراہ لوگوں کے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا صحیفۂ آسمانی میں اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار بندوں کو محبت و پیار سے اپنا بندہ کہہ کر پکارتا ہے۔ اور کیا نوید جانفزا سناتا ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔ (الزمر۔ ۵۳)

آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے (کفر و شرک کرکے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو بالیقین خدا تعالیٰ تمام (گذشتہ) گناہوں کو معاف فرما دیگا۔ واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے۔

اس آیت کا شانِ نزول بھی جو طبرانی نے نقل کیا ہے، رحمت مجسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم و رأفت اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت اور گنہگاروں کی رعایت و نازبرداری کا اچھوتا نمونہ ہے۔

بدر کے ہیرو، عم رسول سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی ابن حرب تھے۔ جنہوں نے چھپ کر وار کرکے اللہ کے اس شیر کو شہید کر دیا تھا۔ اور پھر جس بے دردی سے ان کے ناک کان کاٹے گئے۔ اور دل کو نکال کر چبایا گیا۔ تاریخ کا ایک روح فرسا واقعہ ہے جس کا اثر آخر تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پاک پر رہا۔ لیکن کیا جذبۂ دعوت و شفقت تھا۔ وحشی کو اسلام کا پیغام دے کر بھیجتے ہیں۔ وہ قرآنِ کریم کی آیتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواباً کہلواتے ہیں:

یا محمد کیف تدعونی وانت تزعم ان من قتل او اشرک او زنی یلق اثاما ط یضاعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مهانا وانا صنعت ذلك فهل تجد لی من رخصة۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مجھے اسلام کی دعوت کیسے دیتے ہیں اور آپ کا دعویٰ ہے کہ جس نے شرک اور زنا کیا، وہ گناہ میں جا پڑا۔ اور قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا۔ اور اس میں خوار پڑا رہیگا۔ اور میں نے یہ تمام کام کئے ہیں۔ پس کیا میرے لئے کوئی چھٹکارا کی صورت آپ پیدا کر سکتے ہیں۔؟

وحشی کے اس پیام پر رحمت حق جوش میں آتی ہے۔ اور کیا عجیب استثناء کی آیت نازل ہوتی ہے:

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۔
(الفرقان ۔ ۷۰)

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے۔ تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیگا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

...

وحشی رضی اللہ عنہ کہنے لگا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ توبہ، ایمان اور عمل صالح کی شرط سخت ہے۔ شاید میں یہ پوری نہ کر سکوں۔ اس پر دوسری آیت نازل ہوئی ؛

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ
(النساء ۔ ۴۸)

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے۔ اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں، جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دیں گے۔

...

وحشی رضی اللہ عنہ نے اب اور بات نکالی اور کہا :
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس بات میں بھی مجھے مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع دکھائی دیتی ہے۔ پس میں نہیں جانتا کہ مجھے بھی بخشے گا یا نہیں۔ پس اس کے علاوہ کوئی بات ہو سکتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نے یہ آیت نازل فرمائی۔

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ
(الزمر ۔ آیت ۔ ۵۳)

آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے (کفر و شرک کرکے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو بالیقین خدا تعالیٰ تمام (گذشتہ) گناہوں کو معاف فرما دے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے۔

...

وحشی نے کہا اب بات ٹھیک ہوئی۔ اور اسلام لے آئے۔ بعض لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہم بھی وحشی کی طرح ان باتوں کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ بشارت اور حکم عام ہے۔
(مجمع الزوائد ج ۷، صفحہ ۱۰۰۔ بخاری میں بھی اسکی مؤید روایت موجود ہے۔ ج ۲ صفحہ ۷۱۲ بروایت ابن عباس)
کیا رحمت کا ٹھکانا ہے۔ ایک گنہگار کے کیا کیا ناز اٹھاتے جاتے ہیں۔ اور رحمت نہ صرف گناہوں کو معاف کرنے کی بشارت دیتی ہے۔ بلکہ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کرنے کا بھی اعلان عام دیتی ہے۔ کیا اس عفو عام

اور رحمت بے پایاں کی نظیر کسی اور جگہ ملتی ہے۔ ابوسعید ابوالخیر نے اسی پیام کو کیا خوب لفظوں میں ادا فرمایا ہے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگۂ ما درگۂ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

بخاری وغیرہ کی صحیح حدیثوں میں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو پیدا کیا تو خود اپنے اوپر رحمت کی پابندی عائد کرلی اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے گنہگاروں اور سیہ کاروں کو بخشش و رحمت کا مژدہ، عفو عام کا اعلان بار بار سنوایا گیا۔ تفصیلات کا وقت نہیں، ایک حدیث پر اکتفا کرتا ہوں کہ:

"اے آدم کے بیٹو! جب تک تم مجھے پکارتے رہوگے۔ اور مجھ سے آس لگائے رہوگے۔ میں تمہیں بخشتا رہوں گا، خواہ تم میں کتنے ہی عیب کیوں نہ ہوں، مجھے پرواہ نہیں، اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے گناہ آسمان کے بادلوں تک بھی پہنچ جائیں۔ اور پھر تم مجھ سے معافی مانگو تو میں معاف کردوں، خواہ تم میں کتنے ہی عیب کیوں نہ ہوں۔ مجھے پرواہ نہیں۔ اے آدم کے بیٹو! اگر پوری سطح زمین بھی تمہارے گناہوں سے بھری ہو، پھر تم میرے پاس پوری سطح زمین بھر مغفرت سے کر آؤں گا۔ (جامع ترمذی۔ ابواب الدعوات جمع الفوائد ج ۲ ص۲۰۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنی اس رحمت بے پایاں کو صرف اپنی ذات تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے بندوں اور خواص پر اس کا پرتو ڈال کر انہیں بھی بحد بشری اور حسب استعداد و ظرف اپنی رحمت کا مظہر بنایا جس کا سب سے بڑا حصہ اس شاہکار خلق، زبدۂ نبوت، فخر کون و مکان، مقصود آفرینش، خاتم الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا، جنہیں خداوند قدوس نے خود "تمام جہانوں کیلئے رحمت" یعنی رحمۃ للعالمین کہہ کر پکارا۔ اور اپنے اسماء خاصہ میں سے رأفت و رحمت سے بھرپور دوناموں سے اُن کی ذات عالی کو نواز دیا اور ارشاد فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (التوبہ۔ ۱۲۸)

لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے۔ اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں۔ اور مؤمنوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں۔

کیا احسان الٰہی ہے، اسکی ذات بھی رؤف و رحیم اور اس کا بندۂ خاص بھی اس کا مظہر اتم بن کر رؤف رحیم۔

تو کریمی و رسول تو کریم صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

(مسلسل)